مطبوعات

تفسیر سورۂ فیل | تالیف مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ - ترجمہ مولوی امین احسن صاحب اصلاحی ضخامت ۱۱۳ صفحات - قیمت ۸/ - دائرۂ حمیدیہ مدرسۃ الاصلاح - سرائے میر ضلع اعظم گڈھ

اصل کتاب عربی زبان میں پہلے چھپ کر شائع ہو چکی ہے اور اس پر ترجمان القرآن میں ریویو کیا جا چکا ہے - مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے اسے اردو قالب میں ڈھال کر باقساط رسالۂ الاصلاح میں شائع فرمایا تھا تاکہ عربی سے ناآشنا طبقہ بھی اس سے مستفید ہو سکے - اب اسی ترجمہ کو ایک رسالہ کی شکل میں مرتب کر دیا گیا ہے - ترجمہ نہایت کامیاب اور سلجھا ہوا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ مترجم موصوف مولانا فراہیؒ کی تصنیفات کے ترجمہ کا حق خوب ادا کرتے ہیں -

۱- تفسیر سورۂ کافرون اور ۲- سورۂ والعصر | تالیفات مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ - ترجمہ مولوی امین احسن صاحب اصلاحی حجم ۴۸، ۶۶ صفحات، قیمت ۴/ و ۶/ - ملنے کا پتہ وہی جو اوپر مذکور ہوا

مولانا فراہیؒ کی قرآنی بصیرت، انکا تبحر اور ذوق اجتہاد اہلِ علم کیلیے کسی تعارف کا محتاج نہیں - تفسیر نظام القرآن جو آپ کی قرآن فہمی کا اعلیٰ ترین شاہکار ہے، اُسکے بیشتر اجزا چھپ کر اہلِ نظر کے سامنے آچکے ہیں - یہ دونوں کتابیں اسی سلسلۂ تفسیر کی دو کڑیاں ہیں - پہلی تفسیر میں مصنفؒ نے اپنے خاص اصول تاویل اور محققانہ طرز تفسیر کے مطابق بتلایا ہے کہ یہ سورۃ رواداری کی نہیں بلکہ دراصل برأت اور ہجرت کی سورۃ ہے، اور کفار سے پوری طرح کٹ کر ان سے اعلان جنگ ہے - یہ سورۃ اس وقت نازل ہوئی ہے جب قریش کا انکار و تمرد، حق کی مظلومی اور کفار کے اصلاح پذیر ہونے سے مایوسی اپنی انتہا

کو پہنچ جاتی ہیں - اسوقت سنتہ الہیہ مقتضی ہوتی ہے کہ پیغمبر ہجرت کر جائے اور ان باطل پرستوں پر عذاب کے دروازے کھول دیے جائیں - مصنف نے قرآنی تصریحات سے ثابت کیا ہے کہ بعثت کے تین مراحل ہوتے ہیں - (۱) برائت (۲) ہجرت (۳) توبہ - پھر فلسفۂ ہجرت پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ پیغمبر کو ہجرت کا حکم کب ملتا ہے ، اس سے پہلے قوم عذاب الہٰی سے کیوں محفوظ رہتی ہے اور اس کے بعد ہی کس طرح نصرت الہیہ نمودار ہوتی ہے ، حق سر بلند ہوتا اور شوکتِ کفر پاش پاش ہو جاتی ہے ؟

دوسری تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ والعصر کی چھوٹی سی سورہ کتنے کثیر معانی اپنے اندر چھپائے ہوئے ہے اور وہ کس طرح جوامع الکلم کی حیثیت رکھتی ہے ، جسکے چند لفظوں میں انسانی خسران اور فلاح کا پورا نظام نامہ بیان کر دیا گیا ہے - سورہ کے انداز بیان اور اسکے الفاظ بالخصوص لفظ العصر اور صالحات سے جو حقیقت افروز نتائج مستنبط کیے گئے ہیں ، وہ قرآنی اعجاز بلاغت کی روشن ترین دلیل ہیں -

ایمان اور عمل صالح کی اصل ماہیت سے متعلق نہایت لطیف اور اہم نکات اس کتاب میں موجود ہیں - ایمان کے بسیط یا مرکب ہونے پر جو دور از کار لفظی نزاعیں پیدا ہو گئی ہیں ، اُن کے متعلق ایک تسلی بخش تبصرہ کرتے ہوئے مولانا نے بتایا ہے کہ قرآن کے نزدیک سچا اور معتبر ایمان تو وہی ہے جو اخلاصِ نیت ، اذعانِ قلب اور عقائد و اعمال کے سارے محاسن پر محیط ہو ، اور اسی لحاظ سے اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں عطف ، تغایر کا نہیں بلکہ تفصیل کا ہے - لیکن ایمان کا ایک اور بھی مفہوم ہے ، یعنی اس کا سیاسی مفہوم ، جس پر احکام قضا کا نفاذ ہوتا ہے - یہ اُس ایمان سے بالکل مختلف چیز ہے جس پر نجاتِ اخروی کا دار و مدار ہے -

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خیال کہ ایمان ایک بسیط شے ہے اسی سیاسی یا احکامی نقطۂ نظر سے ہے۔ انکے سامنے اصل سوال یہ تھا کہ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے یا محض قول کا؟ یہ نہ تھا کہ ایمان علم و عمل دونوں کا نام ہے یا محض علم کا؟ کیونکہ اس کا جواب محض ایک ہی ہے اور اس سے کسی کو اختلاف کا یارا نہیں ہو سکتا۔

تواصی بالحق و تواصی بالصبر سے وجوب خلافت پر نہایت مدلل بحث کی گئی ہے۔ اپنی عادت کے مطابق یہ دونوں تفسیریں بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے عربی ہی میں لکھی تھیں لیکن ان کے شاگرد خاص مولوی امین احسن صاحب اصلاحی نے ان قیمتی جواہر پاروں کو اردو میں منتقل کر کے تمام ارباب ذوق کیلیے عام کر دیا ہے۔ نفس ترجمہ کے متعلق مترجم کا نام بتا دینے کے بعد شاید کسی اظہار رائے کی حاجت نہ ہوگی۔

جنت کی کنجی | مرتبہ مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیتہ علمائے ہند۔ ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت عہ ملنے کا پتہ :۔ مینجر دینی بک ڈپو۔ بیت السعید۔ کوچہ ناہر خان۔ دہلی۔

اخبار الجمعیتہ میں مصنف موصوف نے ایک سلسلہ مضامین نکالا تھا جس میں ترغیب اعمال کیلیے ان تمام احادیث کو اردو میں جمع کر دیا تھا جن میں امت مرحومہ کو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ پھر یہ پورا سلسلہ یکجا کتابی صورت میں شائع کیا گیا جو اپنی مقبولیت کے باعث چند دنوں میں ختم ہو گیا۔ اب کتاب مذکور کا دوسرا ایڈیشن نظر ثانی اور بعض مضامین کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس کتاب میں ۸۷ عنوانات کے تحت (۲۶۲) احادیث، اور آخر میں "عرش الٰہی کا سایہ کن لوگوں پر ہوگا" کے عنوان سے ۳۷ حدیثیں الگ جمع کی گئی ہیں۔ جمع احادیث میں جیسا کہ مولانا موصوف کو خود اعتراف ہے عالمانہ اور محققانہ حیثیت کو چھوڑ کر واعظانہ حیثیت اختیار کی گئی ہے یعنی ترغیب خیر کے خیال سے صحیح اور مستند احادیث

کے ساتھ ضعیف اور منکر روایتوں کا بھی ایک معتد بہ حصہ شامل کر دیا گیا ہے، اور یہ واعظین کی ایک معروف سنت ہے جس سے ہمیں سخت اختلاف ہے۔ کیا صحیح حدیثوں اور قرآنی آیتوں سے ترغیب اعمال کیلیے کافی مواد نہیں مہیا کیا جا سکتا کہ خواہ مخواہ موضوع اور کمزور روایتوں کو بیان کیا جائے، درانحالیکہ وہ روایتاً اور درایتاً دونوں حیثیت سے بدیہی البطلان معلوم ہوتی ہوں اور ان سے بجز اسکے اور کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ حدیث سے انکار و تنفر کی بڑھتی ہوئی لے اور زیادہ بڑھ جائے۔

احادیث کا ترجمہ حسن ادا اور فصاحت بیان سے پوری طرح آراستہ ہے، وہ شایقین علم دین جو عربی نہیں جانتے اس مجموعہ سے بہت کچھ تسکین خاطر حاصل کر سکتے ہیں

مختصر تاریخ ہند | تالیف مولوی سید ابو ظفر صاحب ندوی۔ ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت ۸؍۔ ملنے کا پتہ :۔ منیجر دار المصنفین۔ شبلی منزل۔ اعظم گڑھ۔

تاریخی تحقیقات کے سلسلہ میں دار المصنفین نے جو قابل رشک خدمات انجام دی ہیں اردو لٹریچر ان پر بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ کتاب زیر تبصرہ اسی ادارہ نے شائع کی ہے۔ یہ ہندوستان کی مختصر تاریخ ہے جو مدرسوں اور مکتبوں کے طلبہ کیلیے لکھی گئی ہے۔ صرف دوسو صفحات کے اندر ہندوستان کی ابتدائی تاریخ یعنی "پتھر کے زمانہ" سے لیکر غدر ۵۷ء تک کے مجمل حالات پوری طرح سمیٹ لیے گئے ہیں۔ مختصر ہونیکے باوجود اس کے اندر بے شمار ایسے بیانات موجود ہیں جنکے تذکرہ سے ہمارے مدارس میں پڑھائی جانیوالی تاریخیں اکثر خاموش ہیں مثلاً طلبہ کو یہ پڑھایا جاتا ہے کہ ہندوستان میں اسلامی تاریخ محمود غزنوی کے حملوں سے شروع ہوتی ہے حالانکہ پہلی صدی ہجری ہی سے مجاہدین عرب کا سیلاب ساحل ہند سے ٹکرانا شروع ہو گیا تھا اور آخر کار محمد بن قاسم نے محمود غزنوی سے بہت پہلے سندھ اور اسکے نواح

کو لیکر ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت قائم کی۔ اسی طرح عام تاریخوں میں اسلامی حکومت کے سلسلے میں صرف تخت دہلی اور دکن کی ریاستوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے حالانکہ مالابار، گجرات اور بنگال وغیرہ ممالک میں مغلوں کی بادشاہت سے پہلے بہت سی اسلامی ریاستیں حکمرانی کر چکی ہیں۔

اختصار کے باوجود مولف نے فلسفہ تاریخ کے اصول کی بھی ایک حد تک رعایت کی ہے۔ پرانی سلطنتوں کے تمدنی، تعلیمی اور ملکی انتظامات پر بھی ضمناً روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہر خاندان کے حالات لکھنے کے بعد اس کے مخصوص تعمیری کارناموں پر اجمالی تبصرہ کر دیا گیا ہے۔ جمع و ترتیب واقعات میں کاوش سے کام لیا گیا ہے۔ قدیم سکوں اور کتبوں سے کافی فائدہ اٹھایا گیا ہے، زبان نہایت صاف، شستہ اور سلیس ہے، طلبہ بآسانی سمجھ سکتے ہیں۔ ہمارے خیال میں اگر مولف نے مہاتما گوتم بدھ اور مہابیر وغیرہ پیشوایانِ مذہب کا تذکرہ واحد غائب کے صیغوں کی بجائے جمع غائب کے صیغوں سے کیا ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ ضرورت ہے کہ چھوٹے بڑے تمام طلبہ کیلیے تاریخیں از سرِ نو مدون کی جائیں جن میں موجودہ درسی تاریخوں کی طرح واقعات کو مسخ کر کے ان کے محض تاریک پہلو نہ دکھائے گئے ہوں اور نہ اس متعصبانہ طرزِ نگارش سے بیان و تحقیق کا دامن آلودہ ہونے پائے جسکی ناپاک بنا انیسویں صدی کے شروع میں انگریزی پالیسی نے رکھی تھی اور جس نے ملک کے تمام فرقوں میں تعصب اور بے اعتمادی کی وبا پھیلا رکھی ہے۔